www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر محمد عبداللہ صالح☆

مصاحفِ عثمانیہ اور مستشرقین کے اعتراضات

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں قریش کی لغت کے مطابق قرآن مجید کا ایک صحیح نسخہ تیار کروایا تاکہ پوری امت مسلمہ ایک ہی طرح سے قرآن مجید کی تلاوت کر سکے اور کوئی اختلاف پیدا نہ ہو۔ دراصل حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے شکایت کی تھی کہ بعض علاقوں میں قرآن مجید کو پڑھنے کے انداز میں اختلاف کی بنا پر حالات تشویشناک ہیں چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قرآن حکیم کا ایسا نسخہ کمال احتیاط کے ساتھ تیار کروایا، کہ جس میں تمام جائز قراءاتیں سما سکتی تھیں۔

مگر مستشرقین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس کاروائی، اس مصحف کی تیاری، پس منظر اور خود مصحف عثمانی پر اعتراضات کرتے ہیں، اور ان اعتراضات کا ماحاصل یہ ہے کہ عہد عثمانی سے قبل قرآن کا کوئی نسخہ معرض وجود میں نہ آسکا۔ ذیل میں ہم مستشرقین کے اعتراضات نقل کرتے ہوئے ان کا تفصیلی جائزہ لیتے ہیں۔

نولڈیکے (Noldeke) اپنے مقالہ میں قرآن حکیم کی تاریخ حفاظت پر یوں رقم طراز ہے۔

”مصحفِ عثمان رضی اللہ عنہ سے قبل قرآن مجید کا کوئی معیار اور مرتب نسخہ موجود نہ تھا۔ اور یہ مصحف، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مصحف کی نقل ہی تھا (لہٰذا اگر مصحفِ صدیقی حقیقی مصحف نہ تھا تو مصحفِ عثمانی کی بھی کوئی حیثیت نہیں۔)“

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تدوین قرآن کی ساری کاروائی مشکوک بناتے ہوئے لکھتا ہے:

"as to thay were conductad we no have Trustworthly information, Tradition being have much under the influence of dog matic persupposition."

مزید یہ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جمع قرآن کی ان مساعی کو سیاسی مقاصد کے حصول کا رنگ دیتا ہے:

"but for the assentially political object of putting an end to controversies by admitting one from of the common book religion and of law, this measuere was necessar."

آگے چل کر نولڈیکے کہتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے نسخے کے علاوہ دیگر تمام مصاحف جلوا دیئے اس طرح قرآن کا بہت سا حصہ ضائع ہوگیا اور قرآن کا حقیقی متن اگر ہم جاننا چاہیں تو معلوم نہیں ہوسکتا۔ مزید اس طرح کے وہ بہت سے شکوک وشبہات پیدا کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"Slight clerical errors there may have beenthought some times in vary strange order." {Ibid.605}

مصحف عثمانی کو مشکوک بنانے کی کوشش میں ایک اور مشہور مستشرق ایف بہل (F.Buhal) بھی پیش پیش نظر آتا ہے۔ وہ اپنے مقالہ میں لکھتا ہے:

”مصحف عثمانی دراصل مصحف صدیقی کی نقل تھا۔ لیکن ساتھ ہی کہتا ہے کہ مصحف صدیق کوئی باقاعدہ مرتب نسخہ نہ تھا۔“

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[Encyclopaedia of islam ,iv.1073]

''اس سلسلے میں نو آموز اور نا تجربہ کار کاتبوں کی طرف سے کچھ لا پروائیاں اور غلطیاں سرزد ہوئیں۔'' [Ibid,1073]

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے تیار کروائے ہوئے نسخے کے علاوہ تمام نسخوں کو ضائع کروا دیا۔ اس طرح قرآن کا ایک بڑا حصہ ضائع ہو گیا۔ [Ibid,1070]

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تو ایک متفقہ قرآن اور متفقہ تلفظ بھی تیار نہ کر سکے۔'' [Ibid,1070]

اگرچہ کہا جاتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اختلافات ختم کرنے کے لئے باقی نسخوں کو جلوا دیا تھا۔ لیکن اختلاف ختم کرنے کے لئے جلانے یا ضائع کرنے کا یہ عمل بے اثر تھا، کیونکہ قرآن لوگوں کے حافظے میں موجود تھا۔ [Ibid,1073]

''مصحف عثمانی حقیقی قرآن نہیں، اس مصحف کی کوئی ترتیب بھی نہ تھی۔ علاوہ ازیں جو مصاحف دیگر علاقوں کو روانہ کئے گئے ان میں ہم آہنگی بھی نہ تھی۔ [Ibid,1073]

ایف بہل نے تفسیری طبری کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خود بھی اپنے تیار کردہ نسخے کو مستند اور صحیح نہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ لکھتا ہے:

"even Oth man himself, according to one story --- did not adhere to the text authorised by him. but read sura iii 100 with an addition not now found in it. and if this is correct, it is no wonder that others took still greater liderties, various circumstances contributed to the continual variation in the from of text." [Ibid,1073]

نولڈیکے اور بہل کی طرح ایک اور مشہور مستشرق مارگولیتھ (Margoliouth) اسی طرح کے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مرتب کئے ہوئے مصحف پر شکوک وشبہات کا اظہار کرتا ہے۔ مارگولیتھ اس مصحف میں ابہام اور اغلاط کے بارے میں لکھتا ہے۔

''زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کام پر اس لیے لگایا کہ انتہائی ابہام کی موجودگی میں وہی اس متن کی وضاحت کر سکتے تھے۔'' [Margoliouth.D.S., Mohammadanism.70]

اس کے اپنے الفاظ میں:

"Perhaps because in the extreme ambiguity with and imperfection ot the scrip he aione could interpert the first edition with certainity." [Ibid,70]

اسی طرح مارگولیتھ کہتا ہے کہ ''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اپنے نسخے کے علاوہ دوسرے نسخے جلوا دینے کے عمل سے قرآن کا بہت سا حصہ ضائع ہو گیا ہے۔ چنانچہ اب ہمیں قرآن کا حقیقی متن نہیں مل سکتا۔'' [Ibid,۷۰]

قریب قریب یہی انداز دیگر مستشرقین

(1) Wath, Montgomery, Mohammad at Makka,9 (2) Frost ,SE, the sacred Writing of world,s Great Religions, 307 (3) Jaffery, arthur, Matevial for the study of History of the Tost of the Quran,a (4)Nicholoson,R,A, Literary History of the Arabs. (5)Trition,A.S, Islam Belief and parctice,60.

(۶) فنڈز، پادری، میزالحق: ۳۶، ۴۰، [(7) Bell, Richerd , Introduction tothe Quran.42,44

نے بھی اختیار کیا ہے اور انہوں نے بھی اس سے ملتے جلتے اعتراضات اٹھائے ہیں بعض مستشرقین کے نقطہ نگاہ کا تذکرہ ''البیان'' [حقانی، عبدالحق، البیان فی علوم القرآن: ۲۵۸] میں بھی ملتا ہے۔ اور بعض کا تذکرہ ڈاکٹر صبحی صالح [صبحی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صالح، ڈاکٹر ، مباحث فی علوم القرآن:۷۹، ۸۰] نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ تاویل القرآن [ضربت، عیسوی، تاویل القرآن:۱۰۶، ۱۰۷] میں بھی ان اعتراضات کو دھرایا گیا ہے۔

مستشرقین کا نقطہ نظر بیان کرنے کے بعد اب ہم ذیل میں اسلامی آخذ سے عہد عثمانی میں جمع قرآن کی نوعیت، مقاصد، پس منظر اور طریقہ کار کا تفصیلی جائزہ لیتے ہیں تاکہ مستشرقین کے اعتراضات کا رد بھی ہو سکے اور حقیقت حال بھی سامنے آجائے۔

پس منظر

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت تک اسلامی مملکت وسیع علاقے تک پھیل چکی تھی اور عرب کے علاوہ عجم کے تمام علاقے اسلامی حکومت کا حصہ بن چکے تھے۔ قرآن مجید جہاں مسلمانوں کی زندگی کا لازمی جزو تھا۔ تو دوسری طرف ''سبعہ احرف'' بھی موجود تھے۔ حضور سے مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہی ''سات حروف'' کے ساتھ قرآن پڑھا تھا۔ صحابہ نے اپنے شاگردوں کو بھی انہی کے مطابق پڑھایا تھا۔ حضور کی وفات کے بعد، بلکہ آپ کی موجودگی میں صحابہ ان علاقوں میں بھی پھیل چکے تھے۔ جب مملکت کی حدود عجم تک وسیع ہوتی چل گئیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان علاقوں میں پہنچ گئے۔ ان میں سرکاری طور پر بھیجے ہوئے معلمین بھی تھے اور دعوت و تبلیغ کی غرض سے جانے والے بھی۔

[صبحی صالح، ڈاکٹر، حوالہ مذکورہ:۸۱]

اس طرح ''سبعہ احرف'' عرب و عجم کے تمام علاقے میں پھیل گیا۔ جب تک لوگ ''سبعہ احرف'' کی حقیقت سے آگاہ تھے اس وقت تک اس سے کوئی خرابی پیدا نہ ہوئی۔ لیکن جب یہ اختلاف دور دراز کے علاقوں تک پہنچ گیا اور ان پر یہ بات واضح نہ تھی کہ ''سبعہ احرف'' کی سہولت کا مقصد کیا ہے اور یہ بات ان میں پوری طرح مشہور نہ تھی کہ قرآن مجید سات حروف پر نازل ہوا ہے تو اس وقت لوگوں میں جھگڑے کھڑے ہونے لگے۔ بعض لوگ اپنی قراءت کو صحیح اور دوسروں کی قراءت کو غلط قرار دینے لگے۔ [سیوطی، جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن:۸۱]

ان جھگڑوں سے ایک طرف تو یہ خطرہ تھا کہ لوگ قرآن کریم کی متواتر قراءتوں کو غلط قرار دینے کی سنگین غلطی کریں گے، دوسری طرف یہ مسئلہ بھی تھا کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لکھے ہوئے ایک نسخہ، جو کہ مدینہ طیبہ میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھا، اس کے علاوہ پورے عالم اسلام میں اس سے معیاری نسخہ نہ تھا۔ جو پوری امت کے لئے حجت بن سکے۔ کیونکہ دوسرے نسخے انفرادی طور پر لکھے ہوئے تھے اور ان میں ساتوں حروف کو جمع کرنے کا کوئی اہتمام نہ تھا۔ اس لیے ان جھگڑوں کے تصفیے کی اگر کوئی قابل اعتماد صورت تھی تو وہ یہی تھی کہ ایسے نسخے پورے عالم اسلام میں پھیلا دیئے جائیں جن میں ساتوں حروف جمع ہوں اور انہیں دیکھ کر یہ فیصلہ کیا جا سکے کہ کونسی قراءت درست اور کون سی قراءت غلط ہے؟ یہ عظیم الشان کارنامہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سرانجام دیا۔

ان کے اس کارنامے کی تفصیلات روایات میں موجود ہیں۔ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ آرمینیا کے محاذ پر جہاد میں مصروف تھے۔ وہاں انہوں نے دیکھا کہ لوگوں میں قرآن کریم کی قراءتوں میں اختلاف ہو رہا ہے۔ چنانچہ مدینہ طیبہ واپس آتے ہی انہوں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ وہ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور خدمت میں حاضر ہو کر پوری صورت حال سے آگاہ کیا۔ انہوں نے خلیفہ سے کہا کہ قبل اس کے کہ یہ امت کتاب اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں یہود و نصاریٰ کی طرح اختلاف کا شکار ہو جائے آپ اس اختلاف کا علاج فرما لیں۔ انہوں نے مزید کہا "کہ میں آرمینیا کے محاذ پر جہاد میں مصروف تھا کہ میں نے دیکھا کہ شام کے رہنے والے لوگ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قراءت میں پڑھتے تھے جو اہل عراق نے نہیں سنی ہوئی تھی۔ اس بنا پر وہ ایک دوسرے کو کافر قرار دے رہے ہیں۔
[الاتقان فی علوم القرآن:۶۱]

اس سلسلے میں علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

إن حذيفة قدم من غزوة فلم يدخل في بيته حتى أتى عثمان فقال يا أمير المؤمنين! أدرك الناس۔ قال: وما ذاك؟ قال: غزوت أرمينية فإذا أهل الشام يقرئون بقرائة أبي بن كعب فيأتون بما لم يسمع أهل العراق وإذا أهل العراق يقرئون بقرائة عبدالله بن مسعود فيأتون بما لم يسمع أهل الشام فيكفر بعضهم بعضاً۔[عینی، بدر الدین، علامہ، عمدۃ القاری، شرح صحیح بخاری:۱۶]

"حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی ایک غزوہ سے واپسی ہوئی تو وہ واپسی پر وہ اپنے گھر میں داخل نہیں ہوئے تا آنکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا: اے امیر المؤمنین! لوگوں کی خبر لیجئے۔ انہوں نے پوچھا کیا بات ہے؟ کہا میں لڑائی کے سلسلے میں آرمینیا گیا ہوا تھا وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ اہل شام اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قراءت پڑھتے ہیں جسے اہل عراق نے نہیں سنا ہوا تھا اور اہل عراق عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت میں پڑھتے ہیں جسے اہل شام نے نہیں سنا اس اختلاف کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کو کافر قرار دے رہے ہیں۔"

حضرت حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ عنہ کا واقعہ صحیح بخاری میں ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

"حضرت حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آذر بائیجان کے معرکے کے بعد حاضر ہوئے اور انہیں قراءاتِ قرآن میں باہمی اختلاف نے بہت پریشان کیا تھا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر المؤمنین! امت کی خبر لیجئے قبل اس کے کہ وہ اپنی کتاب میں یہود و نصاریٰ کی طرح اختلاف کرنے لگیں۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے پاس قرآن مجید کے نوشتے اور صحیفے بھیج دیں، ہم انہیں نقل کر لیں گے اور ایک مصحف کی شکل میں جمع کر لیں گے پھر انہیں آپ کی طرف لوٹا دیں گے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ صحیفے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، سعد بن العاص رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ کو متعین فرمایا کہ وہ ان صحائف کو ایک مصحف میں نقل کریں۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جماعت قریش کے تینوں کاتبوں کو فرمایا کہ جب تم اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ میں قرآن کریم کی کسی آیت کے لکھنے میں اختلاف ہو تو پھر اسے لغتِ قریش میں لکھنا، کیونکہ قرآن مجید لغتِ قریش میں نازل ہوا ہے۔ چنانچہ ان حضرات نے اسی پر عمل کیا۔ یہاں تک کہ جب یہ حضرات ان صحائف کو نقل کر چکے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان اصل صحائف کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس لوٹا دیا اور ہر علاقے میں ایک ایک نقل شدہ مصحف ارسال کر دیا، اور یہ حکم صادر فرمایا کہ ان کے علاوہ جو مجموعے اور صحیفے لوگوں کے پاس لکھے ہوئے موجود ہوں ان کو جلا دیا جائے۔ [بخاری: محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح:۱۱۱،۱۴۶]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی شاید خود اس خطرے سے آگاہ تھے۔ انہیں اس بات کی اطلاع ملی تھی کہ خود مدینہ طیبہ کے اندر ایسے واقعات پیش آئے کہ جب مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شاگرد اکٹھے ہوئے تو اختلاف کی سی ایک کیفیت پیدا ہو رہی تھی۔ [جلال الدین، سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن:۱،۶۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قسم کی اطلاع دی تو آپ نے فوراً اقدام کرنے کا فیصلہ کیا۔ اسی وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جلیل القدر صحابہ کو جمع کیا اور ان سے اس سلسلے میں مشورہ کیا اور فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ بعض لوگ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں کہ میری قراءت تمہاری قراءت سے بہتر ہے اور یہ بات کفر تک پہنچ سکتی ہے۔ لہٰذا آپ لوگوں کی کیا رائے ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہی پوچھا کہ آپ نے کیا سوچا ہے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہم تمام لوگوں کو ایک یقینی مصحف پر جمع کر دیں تا کہ کوئی اختلاف اور افتراق باقی نہ رہے۔ صحابہ نے اس رائے کو پسند کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے کی تائید کی چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی وقت لوگوں کو جمع کیا اور خطبہ ارشاد فرمایا:

”أنتم عندي تختلفون فيه وتلحنون، فمن نأى عني من أهل الأمصار أشد فيه اختلافاً وأشد لحناً، اجتمعوا يا أصحاب محمد ﷺ فاكتبوا الناس إماما .“

تم لوگ مدینہ میں میرے قریب رہتے ہوئے قرآن کریم کی قراءتوں کے بارے میں ایک دوسرے کی تکذیب اور ایک دوسرے سے اختلاف کرتے ہو۔ اس سے یہ ظاہر ہے کہ جو لوگ مجھ سے دور ہیں وہ تو اور زیادہ تکذیب اور اختلاف کرتے ہوں گے۔ لہٰذا تم لوگ مل کر ایک نسخہ ایسا تیار کرو جو سب کے لئے واجب الاقتداء ہو۔“

[فتح الباری: كتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، ۴۹۸۸]

مصحفِ عثمان کے بارے میں ہم نے جو وضاحت بیان کی ہے اس سے صاف طور پر واضح ہو رہا ہے کہ متفقہ مصحف تیار کروانے کی اس وقت اشد ضرورت تھی۔ ایسا نہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی سیاسی پالیسی یا ذاتی ضرورت کے تحت ایسا کیا تھا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا آذربائیجان سے واپسی پر فوراً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آنا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ وہ اس اختلاف سے پریشان تھے۔ پھر انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ مسئلہ اس انداز سے پیش کیا کہ وہ اس کی سنگینی کو فوراً سمجھ گئے۔ اس ساری صورت حال کے پیش نظر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مندرجہ ذیل کام کیے۔

اوّلاً: قرآن کریم کے معیاری نسخے تیار کروائے اور انہیں مختلف اطراف میں روانہ کر دیا۔

ثانیاً: ان مصاحف کا رسم الخط ایسا رکھا کہ اس میں ”ساتوں حروف“ سما سکیں۔ چنانچہ یہ مصاحف نقاط اور حرکات سے خالی تھے اور انہیں ہر حرف کے مطابق پڑھا جا سکتا تھا۔ جتنے انفرادی نسخے لوگوں نے تیار کر رکھے تھے ان سب کو نذر آتش کر دیا۔

ثالثاً: یہ پابندی عائد کر دی کہ آئندہ جو مصاحف لکھے جائیں وہ انہی مصاحف کے مطابق تیار کئے جائیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے تیار کردہ نسخہ میں الگ الگ سورتیں تھیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں اکٹھا کر کے ایک مصحف کی شکل دے دی۔ [سیوطی، جلال الدین: الاتقان فی علوم القرآن: ۲/۶۱]

ان اقدامات کا مقصد یہ تھا کہ کہ تمام عالم میں رسم الخط اور ترتیب سور کے اعتبار سے تمام مصاحف میں یکسانیت ہو اور ان مصاحف کو دیکھ کر فیصلہ کیا جا سکے کہ کونسی قراءت درست اور کونسی غلط ہے۔ اس بات کی وضاحت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ہوتی ہے۔ جو ابن ابی داؤد نے کتاب المصاحف میں نقل کیا ہے۔ [ایضاً حوالہ مذکور: ۶۱]

قال علي:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"لا تقولوا في عثمان إلا خيرا فوالله ما فعل الذي فعل في المصاحف إلا عن ملأ منا قال: ما تقولون فى هذه القراءة فقد بلغني أن بعضهم يقولون إن قراءتي خير من قراءتك ولهٰذا يكادون أن يكون كفراً. قلنا: فما ترى؟ قال: أرى أن نجمع الناس على مصحف واحد فلا تكون فرقة ولا اختلاف۔ قلنا: فنعم ما أريت.

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی بات ان کی بھلائی کے علاوہ نہ کہو، کیونکہ اللہ کی قسم انہوں نے مصاحف کے بارے میں جو کام کیا وہ ہم سب کی موجودگی میں کیا۔ انہوں نے ہم سب سے مشورہ کرتے ہوئے پوچھا تھا کہ ان قراءتوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ کیونکہ مجھے اطلاعات مل رہی ہیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ میری قراءت تمہاری قراءت سے بہتر ہے۔ حالانکہ یہ ایسی بات ہے جو کفر کے قریب تر پہنچا دیتی ہے۔ اس پر ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کی کیا رائے ہے انہوں نے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ ہم سب لوگوں کو ایک مصحف پر جمع کر دیں۔ تاکہ کوئی اختلاف وافتراق باقی نہ رہے ہم سب نے کہا کہ "آپ نے اچھی رائے قائم کی ہے۔"

اس روایت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے الفاظ "أرى أن نجمع الناس على مصحف واحد" ہمارے موضوع کے اعتبار سے خاص توجہ کے حامل ہیں۔ کہ آپ نے یہ ارادہ ظاہر فرمایا کہ ہم ایک معیاری مصحف تیار کرنا چاہتے ہیں جو پورے عالم اسلام کے لئے یکساں طور پر حجت بن سکے اور اس کے بعد کسی صحیح قرآن کے انکار، یا منسوخ یا کسی شاذ قراءت پر اصرار کی گنجائش باقی نہ رہے۔

مولانا تقی عثمانی نے مصحف کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کی تیاری کے وقت بنیادی طور پر انہی صحیفوں کو سامنے رکھا گیا جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لکھے گئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی مزید احتیاط کے لئے وہی طریقہ اختیار فرمایا جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں کیا گیا تھا۔ چنانچہ حضور کے زمانے کی جو متفرق تحریریں مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس موجود تھیں انہیں دوبارہ طلب کیا گیا اور مصحف لکھتے وقت ان کا از سر نو مقابلہ کیا گیا۔ اس مرتبہ سورۃ الاحزاب کی ایک آیت ﴿ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا... ﴾[الاحزاب :۲۳] کے علیحدہ لکھی ہوئی صرف حضرت ابو خذیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس ملی۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ آیت کسی کو یاد نہ تھی، کیونکہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "مجھے مصحف لکھتے وقت سورۃ احزاب کی آیت نہ ملی جو حضور کو پڑھتے ہوئے سنا کرتا تھا ہم نے اسے تلاش کیا تو وہ حضرت حذیفہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس سے ملی۔ [تقی عثمانی، مولانا: علوم القرآن:۱۹۱]

اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ آیت حضرت زید رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اچھی طرح یاد تھی اس طرح اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ یہ آیت کہیں اور لکھی ہوئی نہ تھی، کیونکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جو صحائف لکھے گئے ظاہر ہے کہ یہ آیت ان میں موجود تھی۔ نیز دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس قرآن کریم کے جو انفرادی نسخے موجود تھے ان میں یہ آیت بھی شامل تھی۔ لیکن چونکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ کی طرح اس مرتبہ بھی تمام متفرق تحریروں کو جمع کیا گیا تھا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس علیحدہ لکھی ہوئی بھی ملیں لیکن سورۃ الاحزاب کی یہ آیت سوائے حضرت ابو خذیمہ رضی اللہ عنہ کے کسی اور کے پاس الگ لکھی ہوئی دستیاب نہ ہوئی۔ [سیوطی، جلال الدین: حوالہ مذکور ۱/۶۱]

یہ تمام تفصیلات مولانا تقی عثمانی نے پیش کی ہیں۔ [تقی عثمانی، مولانا، حوالہ مذکور، ۱/۱۹۱]

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کا نقطہ نگاہ یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قرآن کے جمع کرنے کی یہ شکل ہوئی کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس وقت وجوہِ قراءت میں بکثرت اختلاف پھیل گیا اور یہاں تک نوبت آ گئی کہ لوگوں نے قرآن مجید کو اپنی اپنی زبان میں پڑھنا شروع کر دیا اور ظاہر ہے کہ عربی کی زبانیں بہت وسیع ہیں تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں میں سے ہر ایک زبان کے لوگ دوسری زبانوں کو برسر غلط بتانے لگے اور اس معاملے میں سخت مشکلات پیش آنے لگیں اور بات بڑھ جانے کا خوف پیدا ہو گیا اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کے صحف کو ایک ہی قبیلۂ قریش کی زبان پر اکتفاء کر لیا۔ اس بات کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دلیل یہ دی کہ قرآن مجید کا نزول دراصل قریش کی زبان میں ہوا تھا۔ اگرچہ دقت اور مشقت دور کرنے کے لئے اس کی قراءت غیر زبانوں میں بھی کر لینے کی گنجائش دے دی گئی تھی۔ لیکن اب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے میں وہ ضرورت مٹ چکی تھی۔ لہٰذا انہوں نے قرآن کی قراءت کا انحصار محض ایک ہی زبان میں کر دیا۔ [سیوطی، جلال الدین، حوالہ مذکور:۱۶۱]

قاضی ابوبکر "الانتصار" میں لکھتے ہیں:

"کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان اختلافات کو مٹایا جو اس وقت موجود تھے اور آپ نے آئندہ نسلوں کو فساد سے بچا لیا۔"

[ایضا:۱/۶۱]

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ عمدۃ القاری فی شرح البخاری میں لکھتے ہیں:

"إنما فعل عثمان هذا ولم يفعل الصديق لأن غرض أبي بكر كان جمع القرآن بجميع حروفه ووجوهه التي نزل بها، وهى على لغة قريش وغيرها وكان غرض عثمان تجريد لغة قريش من تلك القراءات، وقد جآء ذلك مصرحاً في قول عثمان لهؤلآء الكتاب فجمع أبوبكر غير جمع عثمان"

"یہ جو کچھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کیا، یہ کام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نہیں کیا تھا، کیونکہ ان کی غرض تو قرآن مجید کو جمع کرنا تھا جس میں تمام وجوہِ لغات شامل تھیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی غرض بھی یہ تھی کہ لغت قریش کو بقیہ لغات سے جدا کر دیا جائے۔ چنانچہ اس بات کی تصریح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قول میں موجود ہے کہ جو انہوں نے کاتبین سے فرمایا تھا۔ اس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جمع کرنا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جمع کرنا جدا جدا تھا۔"

[عینی، بدرالدین، علامہ، حوالہ مذکور:۶۵۵/]

ان روایات کی تصریح کرتے ہوئے علماء اسلام نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عمل کی یہی تشریح کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مقصد قرآن مجید کے کسی حروف کو ختم کرنا نہ تھا، بلکہ انہیں تو اس بات کا افسوس تھا کہ بعض لوگوں نے درست حروف کا انکار شروع کر دیا تھا اور بعض آپس میں لڑنے جھگڑنے لگے تھے اور اسی مقصد کے لئے آپ نے قرآن مجید کا معیاری نسخہ تیار کروایا تھا۔

یہی نقطہ نگاہ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ نے "الفصل فی الملل" میں۔ [ابن حزم، الفصل فی الملل والنحل:۲/۸۱،۸۲]

مولانا عبدالحق نے تفسیر حقانی [حقانی، عبدالحق، حوالہ مذکور:۵۱-۵۲۸] کے مقدمہ میں، علامہ زرقانی نے مناہل العرفان [زرقانی، عبدالعظیم، محمد، مناہل العرفان فی علوم القرآن:۱/۲۷۲، ۲۶۹، ۲۸۸] میں نقل کیا ہے۔

کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمع قرآن کی کاروائی سیاسی مقاصد کے پیش نظر کی؟

گذشتہ صفحات میں ہم نے عہد عثمانی میں قرآن مجید کے ایک متفقہ نسخہ کی تیاری کا پس منظر، ضرورت، اس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیاری اور اس کے بعد اس کے نفاذ کی تفصیلات بیان کر دی ہیں۔ ان تفصیلات کی روشنی میں مستشرقین کے پیدا کردہ ابہام خود بخود دور ہو جاتے ہیں۔ مصحف عثمانی کی تیاری محض بے مقصد کام نہ تھا، بلکہ اس کی تیاری کی بھرپور ضرورت موجود تھی۔ یہ نسخہ کوئی نیا نسخہ نہ تھا بلکہ مصحف صدیقی کی مکمل نقل تھی۔ بعض پہلوؤں سے یہ مصحف صدیقی سے مختلف تھا (مصحف صدیقی میں ''سبعہ احرف'' سے تعرض نہیں کیا جا سکتا تھا جبکہ مصحف عثمانی میں ایسا رسم الخط اختیار کیا گیا کہ جس میں تمام جائز قراءتیں سما سکیں۔ مستشرقین کے مزید اعتراضات کے جوابات ہم آئندہ صفحات میں پیش کریں گے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کا جو نسخہ تیار کروایا تھا اس پر مستشرقین نے کئی ایک اعتراضات کئے ہیں ہم نے ان اعتراضات کا ذکر چند صفحات میں کیا ہے یہ اعتراضات نوعیت کے اعتبار سے باہم متصادم ہیں، اس مصحف کے حوالے سے بعض لوگوں نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ مصحف عثمانی رضی اللہ عنہ میں ''سبعہ احرف'' ختم کر دیئے گئے اور اس کے اندر چھ حصے قرآن مجید ضائع کر دیا گیا۔ [Jeffery,Arthur Op,.5.6]

بعض دوسرے لوگوں نے اس کے برعکس بات کی ہے کہ مصحف عثمان میں کوئی خاص بات نہ تھی اور جس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مصحف میں کوئی ربط و ترتیب نہ تھی اسی طرح یہ مصحف بھی محض اوراق کا مجموعہ ہی تھا اس کی تیاری کے بعد بھی قرآن مجید میں اختلافات موجود رہے کیونکہ دیگر مصاحف بھی لوگوں کے زیر تلاوت رہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان اختلافات کو ختم کرنے کا کوئی انتظام نہیں کیا۔ [Vide Bell, Richard, Intosduction the Quran ,23]

ایک گروہ کہتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مصحف کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ [Ibid,23]

مصحف عثمانی کی ضرورت اور اسی بارے میں اصل حقیقت یہ ہے کہ

''اگرچہ قرآن حکیم بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو زبانی یاد تھا تاہم لوگوں نے اپنے ہاں بھی لکھا ہوا تھا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو نسخہ تیار کیا تھا اس میں اس بات کا اہتمام نہیں کیا گیا تھا کہ ''سبعہ احرف'' کے نتیجے میں لکھے گئے ذاتی مصاحف کو ختم کر دیا جائے۔ لوگوں کے پاس ذاتی مصاحف بھی موجود رہے۔ [سیوطی، جلال الدین، حوالہ مذکور: ۱/۶۱]

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب زمانے میں یہ احساس نہ تھا کہ مسلمان کسی مشکل کا شکار ہو جائیں گے، کیونکہ اس وقت تک اسلام ابھی ایک مخصوص علاقے تک محدود تھا لیکن جب اسلام بلاد و امصار میں پھیل گیا تو حافظے کے ساتھ ساتھ کتابت کی یکساں اہمیت محسوس کی جانے لگی اور بلاد و امصار کے مسلمانوں کو کسی ایک طریقے کے مطابق قرآن مجید پڑھایا گیا یہ بات ان میں عملا معروف نہ ہوئی کہ قرآن مجید سات حروف پر نازل ہوا ہے اس لیے پڑھاتے وقت ان میں اختلاف پیدا ہونے لگے ساتھ ہی انفرادی طور پر تیار کیے ہوئے مصاحف بھی کسی نہ کسی ''حرف'' کے مطابق تھے اور ان کے آپس میں اختلافات تھے لیکن ایک معیاری نسخہ موجود تھا۔

آئندہ سطور میں ہم مستشرقین کے اس موقف کا رد ڈاکٹر صبحی صالح کے بیان کی روشنی میں کریں گے کہ کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے محض سیاسی مقاصد کے حصول اور سیاسی پالیسی کے طور پر قرآن مجید میں مداخلت کی تھی اور اپنی مرضی کا ایک نسخہ تیار کروالیا تھا اور ارکان کمیٹی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آلہ کار بن گئے اور گھ جوڑ کر کے ایک نسخہ تیار کرلیا۔

[صبحی صالح، ڈاکٹر، حوالہ مذکور: ۷۹]

ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں:

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس کاروائی کا اصل محرک وہ لوگ تھے جن کی نشاندہی حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے آذر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بائیجان سے واپسی پر کی تھی لیکن مستشرقین اس کاروائی کا محرک سیاسی مقاصد کے حصول قرار دیتے ہیں اس سلسلے میں ''بلا شر'' پیش پیش ہے۔جس نے جمع وتدوین قرآن کے بارے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نیت پر حملے کئے ہیں یہ تمام حملے بالکل بے بنیاد ہیں۔مستشرقین کے پاس کوئی بنیاد نہیں کہ جس سے ثابت کیا جاسکے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پیش نظر سیاسی مقاصد کا حصول تھا اور آپ نے یہ کاروائی اس لیے بھی کی کہ مہاجرین کی اہمیت جتائی جاسکے۔اس سلسلے میں ڈاکٹر صبحی صالح نے بلاشر (Blasher) کا حوالہ دیا ہے۔[ایضا:۷۹]

ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں کہ یہ تمام اتہام محض مستشرقین کی الزام تراشی ہے اور عبث قیاس آرائیوں کا آئینہ دار ہے اور کسی تاریخی روایت سے ان کے اس دعوی کی تائید نہیں ہوتی۔کوئی دانشور شخص یہ بات درست تسلیم نہیں کرتا کہ امام بخاری رحمہ اللہ جیسے محدث کے مقابلے میں، جو کہ ثقاہت وامانت اور حفظ وضبط میں اپنی نظیر نہیں رکھتے، مستشرقین کی ان بے سروپا باتوں کو اہمیت دے۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سلسلے میں جو کمیٹی تشکیل دی اس بارے میں بھی مستشرقین نے بے سروپا باتیں کی ہیں یہ کمیٹی چار حضرات پر مشتمل ہے۔[ایضا:۷۹]

ڈاکٹر صبحی صالح لکھتے ہیں کہ عجیب بات ہے کہ محدث ابن ابی داؤد ایک ہی مسئلہ پر مختلف روایتیں نقل کرنے کے شائق ہیں اگر چہ ان میں واضح تضاد پایا جاتا ہو۔اس پر مزید یہ کہ وہ مسئلہ زیر بحث امام بخاری رحمہ اللہ کے ذکر کردہ چار اشخاص کی کمیٹی کا ذکر نہیں کرتے بلکہ اس سلسلے میں قائم شدہ دیگر کمیٹیوں کا ذکر کرتے ہیں مثلاً وہ ایک کمیٹی کا ذکر کرتے ہیں جس کے رکن حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بھی تھے اسی طرح وہ ایک اور کمیٹی کا ذکر کرتے ہیں جو دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور سعید بن العاص رضی اللہ عنہ پر مشتمل تھی۔اس کاروائی سے دو برس قبل حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ وفات پا چکے تھے اسی طرح ایک اور کمیٹی کا ذکر کرتے ہیں جو بارہ اصحاب پر مشتمل تھی اور لطف کی بات یہ ہے کہ ان کے خیالات پر صرف ایک ہی مستشرق نے کلام کیا ہے۔یہ مستشرق (Schwally) ہے اس نے جرح وقدح کی ہے۔ مستشرق بلاشر اس پر تعجب وحیرت کا اظہار کرتا ہے ابن ابی داؤد نے ایک ایسی کمیٹی کا بھی ذکر کیا ہے۔

جس کے رکن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بھی تھے جو اس کاروائی سے دو برس قبل وفات پا چکے تھے۔[ایضا:۷۹]

کمیٹی کی تشکیل اور اس کے ارکان کی تعداد میں اس طرح کی روایات کے ذکر کرنے کا ان کے نزدیک مقصد یہ ہے کہ حفاظت قرآن کی ساری تاریخ کو مشکوک بنا دیا جائے۔اس کمیٹی کے ارکان کی تعداد کے علاوہ مستشرقین نے ان حضرات کی ذات پر بھی اعتراضات کیے ہیں اس سلسلے میں بلاشر نے طرح طرح کی قیاس آرائیوں سے کام لیا وہ پہلے تینوں قریشی صحابہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح اُمراء وخواص میں شامل کرتا ہے۔یہ مستشرقین اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شخصیت وکردار کا کیا عالم تھا؟ اس معاشرے کا نقشہ بھی ان کے ذہنوں میں موجود نہیں ہے اس معاشرے میں عوام وخواص کا تصور کہاں باقی رہ گیا تھا۔اس معاشرے میں خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ ہوتے ہوئے لوگوں کی بکریوں کا دودھ دھو آتا تھا۔خلیفۂ ثانی جس کے ڈر سے دشمن تھر تھر کانپتے تھے، راتوں کو بھیس بدل کر لوگوں کی خدمت کے لئے مدینہ کی گلیوں میں چکر لگایا کرتے تھے۔ہم خود مستشرقین ہی کی کتب سے ایسی مثالیں پیش کر سکتے ہیں کہ یہ بزرگ تقوی وپرہیز گاری میں کس مقام پر فائز تھا کیا یہ لوگ تقوی کے اس مقام پر فائز ہوتے ہوئے قرآن میں من مانی تبدیلی کرنے کی خاطر مختلف حربے استعمال کر سکتے ہیں۔

اس معاشرے میں نہ اس قسم کی کاروائی کا امکان ہوسکتا تھا اور نہ ہی ''خواص وعوام'' کی کوئی تقسیم وہاں موجود تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت سے بر سر منبر مواخذہ ہوسکتا تھا وہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس قسم کی کاروائی پر لوگ کیونکر خاموش رہ سکتے ہیں۔[ایضا:۸۰]

❶ بلاشر مزید لکھتا ہے کہ یہ تینوں مکی صحابہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار تھے اس لیے وہ ایک مشترکہ مصلحت کے حصول کی خاطر باہم متفق ہو گئے تھے وہ نہیں چاہتے تھے کہ کتابت قرآن مجید کا کام کسی ایسے شخص کے ہاتھوں ہو جو مکہ کے علاوہ کسی اور جگہ کا رہنے والا ہو۔ بلاشر اس من گھڑت قصے کی تکمیل یوں کرتا ہے کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ وہ قریش مکہ کے طبقہ خواص میں شامل ہیں اس لیے وہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رضا کو قرینِ مصلحت خیال کرتے تھے۔[ایضا:۸۰]

بلاشر کے خیالات بعیدِ عقل وقیاس اور لایعنی ہیں۔ ان خیالات میں تناقص وتضاد پایا جاتا ہے۔ اگر ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معاشرے کے تقویٰ اور احتیاط کی کوئی جھلک ذہن میں رکھیں تو اس قسم کی حرکت کسی ذی ہوش انسان کے قلب ودماغ سے کوسوں دور بھاگتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کے نظریات کے بطلان کے لئے اتنی بات ہی کافی ہے کہ بلاشر نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو تینوں مکی صحابہ کے ساتھ گٹھ جوڑ میں ملوث کر کے انہیں بلاوجہ متہم کیا ہے۔ اس کی کوئی نقلی یا عقلی دلیل موجود نہیں۔ بلاشر کے خیالات کے رد کے لئے مندرجہ ذیل باتیں قابل غور ہیں۔

تحقیق ہمیشہ استدلال کی بنیاد پر ہوتی ہے، استدلال یا تو تاریخی شواہد کی بنا پر ہوتا ہے یا مختلف شواہد سے بالواسطہ یا بلا واسطہ طور پر نتائج اخذ کیے جاتے ہیں۔ لیکن بلاشر (Blasger) کے اس نقطہ نگاہ کے پیچھے کوئی بالواسطہ استدلال موجود نہیں ہے۔ دوسری طرف انصاف اور اصول کا تقاضا ہے کہ جب وہ کوئی دلیل اپنے نقطہ نظر میں پیش نہ کرے تو اس کی بات تسلیم نہ کی جائے خصوصاً جب وہ ایسی بات کر رہا ہو جو مسلمات کے برعکس ہو اس صورت میں مسلمانوں ہی کے اس نقطہ نگاہ کو درست تسلیم کیا جائے گا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس کاروائی کے پیچھے نہ کوئی سازش کارفرما تھی نہ کوئی گٹھ جوڑ ہوا تھا اور نہ ہی اس کاروائی سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذاتی اغراض حاصل کرنا چاہتے تھے۔[ایضا:۸۰]

صحابہ کرام جہاں تقویٰ کے اعلی درجے پر فائز تھے وہاں وہ قرآن وحدیث کے بارے میں حد درجہ محتاط بھی تھے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کی اہمیت کو خوب جانتے تھے اور ان پر عمل پیرا تھے کہ آپ نے فرمایا تھا:

«مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ»۔[مسلم:۱۱۰]

''جس نے میرے بارے میں جھوٹ بات کی تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔''

ابن کثیر رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

«مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ»[ابن کثیر، عماد الدین، تفسیر القرآن العظیم:۱/۵، مقدمہ]

''جس نے قرآن مجید میں اپنی رائے سے کوئی بات کہی تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔''

جبکہ مستشرقین خود تسلیم کرتے ہیں کہ اس کمیٹی کے ارکان حد درجہ محتاط اور متقی تھے بلاشر لکھتا ہے:

''اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ کمیٹی کے ارکان کو اپنی ذمہ داری کا پورا پورا احساس تھا اگرچہ وہ ان دنوں کی تنقید وتبصرہ کے طرز وانداز سے پوری طرح آشنا نہ تھے۔''[صبحی صالح: ڈاکٹر، حوالہ مذکور:۸۱]

اس کی دونوں باتوں میں تضاد ہے ایک طرف ان کو ذمہ دار اور متقی قرار دیتا ہے اور دوسری طرف قرآن جیسی کتاب میں تحریف کی سازش میں ملوث قرار دیتا ہے ظاہر ہے دونوں میں سے ایک بات درست ہوسکتی ہے اور ہم اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات کو درست کہیں گے جسے تاریخ اور دلائل وشواہد ثابت کریں۔ ہم اس سلسلے میں ولیم میور کی وضاحت پیش کرتے ہیں کہ وہ بھی اپنے ساتھی مستشرقین کے موقف کو رد کرتا ہے وہ لکھتا ہے کہ اس نظر ثانی میں علماء نے آیات اور قراءات میں سے ایک ایک آیت کا پہلے نسخوں سے مقابلہ کیا۔(Mior,Willian)

اس کمیٹی میں قریش صحابہ کو شامل اس لیے کیا گیا کہ قرآن انہیں کے لب ولہجہ میں نازل ہوا تھا۔(Ibid.Wiii)

میور نے بھی اس مصحف کی تیاری کا جواز تسلیم کیا ہے کہ آذربائیجان میں لوگوں کے اندر قرآن پاک کی تلاوت پر اختلاف دیکھنے میں آئے تھے۔(Ibid.Wiii)

۲ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دیگر چند صحابہ سے مل کر اپنی پسند کا نسخہ تیار کروالیا تھا اس الزام کا رد ہم مندرجہ ذیل حقائق کی روشنی میں کرسکتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے تدوین قرآن کے کام کا آغاز کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تدوین قرآن کمیٹی کے سامنے آیت رجم پیش کی لیکن حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اسے قرآن مجید میں شامل نہیں کیا۔[تفصیلات کے لئے ناسخ ومنسوخ، جلال الدین سیوطی کی کتاب الاتقان کا مطالعہ کریں۔]

اگر ایسا ہی مسئلہ ہوتا جیسا کہ مستشرقین بیان کرتے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی حیثیت استعمال کرکے یہ آیت قرآن مجید میں شامل کرسکتے تھے لیکن چونکہ یہ آیت قرآن مجید کا حصہ نہ تھی اس لیے اسے شامل قرآن نہیں کیا گیا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سورۃ التوبہ کی آخری آیت ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ...۝﴾ [التوبة:١٢٨] صرف ایک ہی صحابی سے ملی جب تک اس آیت کے بارے میں بھی وہ شرائط پوری نہ ہوئیں جو اس وقت ملحوظ رکھی گئی تھیں، اس وقت تک اسے شامل قرآن مجید نہ کیا گیا۔

یہی معاملہ عہدِ عثمانی میں سورۃ الاحزاب کی آیت: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۝﴾ [الأحزاب:٢٣] کے ساتھ پیش آیا تھا۔[عہد نبوی میں حفاظت قرآن، ملاحظہ فرمائیں، صبحی صالح کی کتاب علوم القرآن]

اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کچھ ذاتی مقاصد تھے تو ان کی تکمیل کے لئے دوسرے صحابہ کو (ان صحابہ کی بجائے) کمیٹی میں شامل کرکے اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل کرسکتے تھے۔

مشہور مستشرق اسپرنگر مسلمانوں کے فن اسماء الرجال (جو انہوں نے حضور کے ارشادات کو پرکھنے کے لئے جاری کیا تھا اور جس کی مثال دنیا کی کوئی اور قوم پیش نہ کرسکی) کے بارے میں لکھتا ہے:

''مسلمانوں نے پیغمبر اسلام کے اقوال محفوظ کرنے کے لئے پانچ لاکھ لوگوں کے حالات زندگی محفوظ کرلئے۔''
[شبلی نعمانی، مولانا، سیرت النبی:۴۲/۱]

ایسی محتاط قوم سے یہ بات کیونکر منسوب کی جاسکتی ہے کہ اس نے ملی بھگت کرکے قرآن مجید میں تغیر وتبدل کیا ہے۔

اسلامی معاشرہ اس وقت طبقاتی طور پر امیر اور غریب میں منقسم نہ تھا کہ کچھ صحابہ کو امراء کے طبقہ سے اور کچھ کو غرباء کے طبقہ سے منسوب کیا جائے۔

جس معاشرے میں ایک بڑھیا برسرِ منبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلالی خلیفہ وقت کو کسی مسئلہ پر ٹوک سکتی ہے اور عام آدمی خلیفہ سے یہ کہہ سکتا ہے کہ اپنا خطبہ جاری کرنے سے پہلے مجھے جواب دیں کہ ہم سب کی قمیصیں تو چھوٹی ہیں اور آپ کی قمیص بیت المال کے کپڑے سے اتنی لمبی کس طرح بن گئی؟ اور خلیفہ کو اس کا جواب دینا پڑتا ہے۔[سیوطی، جلال

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدین،حوالہ مذکور:۱۲۴/۲،۱۲۷]

اس معاشرے میں کیونکر گمان کیا جاسکتا ہے کہ ان کے سامنے قرآن حکیم میں تغیر ہوگیا اور وہ خاموش بیٹھے رہے؟

اسی سلسلے میں بنیادی بات یہ ہے کہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سیاسی پالیسیوں کے ساتھ بعض لوگوں نے اختلاف کیا لیکن آپ کو بالاتفاق ''جامع القرآن'' کا خطاب دیا۔[ایضا:۶۱/۱]

اگر جمع قرآن بھی سیاسی پالیسیوں کا حصہ تھا تو لوگ آپ کے خلاف فتنہ پیدا کرتے وقت آپ پر تحریف قرآن مجید کا الزام بھی لگاتے۔ یہ مصحف امت میں اتحاد کا باعث ہوا نہ کہ افتراق کا۔

تحریف قرآن مجید کی جسارت تو ایک عام مسلمان بھی نہیں کرسکتا چہ جائیکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جیسی ممتاز ہستی پر یہ الزام عائد کیا جائے۔[ایضا:۱۵۱/۲،۱۵۳]

آپ کی شرافت کا تو یہ عالم تھا کہ آخری ایام میں جب باغیوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کرلیا تھا آپ نے سرکاری محافظ قبول نہ کیے اور فرمایا میری خاطر کسی مسلمان کا خون نہیں بہنا چاہیے۔[ابن اثیر،الکامل فی التاریخ:۶۰/۳]

کیا اس بات کی کوئی گنجائش ہوسکتی ہے کہ انہوں نے ذاتی غرض کی خاطر قرآن مجید میں تحریف کردی ہو۔ علامہ مقری اپنی کتاب ''نفخ الطیب'' میں لکھتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے تیار کروائے ہوئے مصحف پر یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے۔

هذا ما جمع عليه جماعة من أصحاب رسول الله ﷺ، منهم زيد بن ثابت وعبدالله ابن مسعود وسعيد بن العاص . [مقری، تنضح الطیب:۳۹۸/۱]

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے الفاظ کہ ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ اور اجماع سے ایک نسخہ تیار کیا گیا''

خاص طور پر قابل ذکر ہیں اس سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ کاروائی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذاتی کام نہ تھا بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کے ساتھ شامل تھے۔[ولی اللہ،شاہ، ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء:۵/۲]

۳ کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ آیات قرآن مجید سے حذف کردی تھیں جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کے مناقب جمع کئے گئے تھے۔[فنڈر، پادری، میزان الحق:۳۶،۴۴]

اس سلسلے میں مندرجہ ذیل حقائق پیش کئے جاسکتے ہیں:

یہ اعتراض سراسر عقل کے خلاف ہے خصوصاً بنو امیہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کے درمیان مخاصمت کو ذہن میں رکھیں تو نظر آتا ہے کہ اتنے شدید اختلافات کے باوجود حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی اسی قرآن پر متفق رہے جسے بعد میں لوگوں نے ''مصحف عثمانی'' کا نام دیا۔ نہ صرف یہ بلکہ آج تک تمام فرقے قرآن کی صیانت اور عصمت پر متفق ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جنھوں نے قرآن مجید دو مرتبہ لکھا، دونوں کے عہد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود تھے لیکن کبھی بھی قرآن کے بارے میں اختلاف نہیں ہوا نہ ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوئی اختلاف کیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں کسی ایک کا دور بھی جبر و تشدد کا دور نہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجبوراً چپ ہوگئے، نہ ہی اس بات کا امکان ہوسکتا تھا کہ قرآن سے آیات و مضامین حذف کیے جارہے ہوں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور لوگ خاموشی سے بیٹھے رہے۔ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ تینوں خلفاء کے عہد میں کچھ نہ کر سکے تو بعد میں جب وہ خود خلیفہ بنے تو اس وقت بھی تو وہ سب کچھ کر سکتے تھے اس وقت تو انہیں کوئی روکنے والا نہ تھا اگر وہ ایسا کر دیتے کہ (بقولِ مستشرقین) اصل قرآن امت کو لوٹا دیتے تو انہیں کوئی روکنے والا نہ تھا، اور وہ امت کے ہیرو بن جاتے۔ لیکن تاریخ شاہد ہے کہ ''جامع القرآن'' کا خطاب تو صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ملا ہے۔

[حریری، غلام احمد، تاریخ تفسیر ومفسرین:۹۱]

حضرت علی رضی اللہ عنہ امت سے کہہ سکتے تھے کہ لوگو یہ ہے قرآن کا وہ پہلا حصہ جو پہلے تین خلفاء نے غائب کروا دیا تھا اور اس کا علم صرف مجھے ہی تھا۔لیکن انہوں نے تو اس کا تذکرہ تک نہیں کیا بلکہ ہمیں تو اس کے بالکل برعکس بیانات ملتے ہیں۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بہت ہی جرأت مند انسان تھے کیا کوئی شخص یہ بات گوارا کرسکتا ہے کہ کوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں رائے قائم کرلے کہ انہوں نے تحریفِ قرآن کی کاروائی آنکھوں سے دیکھ لی ہو اور کسی کو روکا تک نہیں یا تو بزدلی کا مظاہرہ کیا یا مصلحت کا جبکہ قرآن مجید ان کے بارے میں کہتا ہے:

﴿ يُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ...۝ ﴾ [المائدة: ٥٤]

''وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوف نہیں کھاتے۔''

رمضان المبارک کی راتوں میں جب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ لوگوں کی امامت کرواتے اور قرآن مجید سناتے تھے، اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔

اگر قرآن مجید میں کوئی ردوبدل ہوا تھا تو آپ اسی وقت اعتراض کر سکتے تھے نیز یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہ کو قرآن سنایا کرتے تھے۔[بخاری، محمد بن اسماعیل، حوالہ مذکور:۲۳۴/۱]

مصحفِ عثمانی کی بنیاد وہ نسخہ تھا جو اس وقت حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی تحویل میں تھا۔[ایضا:۱۴۶/۳]

عقل کہتی ہے کہ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن میں تغیر وتبدل کر دیا تھا تو پھر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو ان کا مصحف واپس کبھی نہ کیا جاتا، کیونکہ اس کی موجودگی میں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ساری کاروائی رائیگاں جاسکتی تھی۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کبھی بھی یہ نہیں فرمایا کہ اے عثمان رضی اللہ عنہ! آپ نے تو ایک نیا قرآن تیار کرلیا ہے، حالانکہ میرا مصحف کچھ اور تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے باقی تمام مصاحف نذرِ آتش کر دیئے اور اس کا مقصد یہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے تیار کروائے ہوئے نسخے کو کوئی چیلنج نہ کر سکے لیکن اتنی بات تو تاریخی طور پر ثابت شدہ ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا والا نسخہ مروان بن حکم کے دور تک موجود تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قرآن کے نسخے کی تیاری (۲۴ھ تا ۳۵ھ)۔[ایضا:۳۷۸] اور مروان کی فرمانروائی کے درمیان کئی برس کا عرصہ گزرا۔ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم میں تغیر وتبدل کر دیا تھا تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نسخہ قرآن کی اصلی صورت میں موجود تھا۔ لہٰذا اصل نقول تیار کروائی جاسکتی تھیں۔ یہ بات بھی ناقابل تسلیم ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور جبر وتشدد کا دور تھا، ایسا خیال کرنا تاریخی غلطی ہو گی۔ جس خلیفہ نے بلوائیوں کے ہاتھوں محض اس لیے شہادت قبول کی کہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی ان کی حفاظت کرے اور ان کے دروازے پر کھڑا ہو اور حفاظت کرتے ہوئے کسی مسلمان کی جان ضائع ہو، وہ ہستی ذاتی مقاصد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے تحت تیارہ کردہ قرآن کو لوگوں میں مروّج کرنے کے لئے لوگوں پر تشدد کرے گی؟

۴ اگر یہ کہا جائے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا والے نسخے سے اصل قرآن مجید کو حاصل نہ کیا جا سکا، کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اثرات بڑے گہرے تھے تو یہ بات بھی بڑی خلاف واقعہ ہے، کیونکہ جو خلیفہ بلوائیوں کے ہاتھوں کسی میدان میں نہیں بلکہ اپنے گھر میں شہید ہو رہا ہے اور اس کی شہادت کا بدلہ بھی نہیں لیا جا رہا ہے اس کے سیاسی اثرات کے بارے میں کیا تصور کیا جا سکتا ہے؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب مسلمانوں کے فرقوں میں خون ریز لڑائیاں ہو رہی تھیں، اس وقت بھی ان سب کا قرآن ایک ہی تھا۔ قرآن پر متفق ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید میں کوئی تبدیلی نہیں کی تھی۔ کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دیگر مصاحف ہی تلف کئے تھے لوگوں کے حافظے سے تو قرآن محو نہیں ہوا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مصحف کے بارے میں علامہ ابن حزم رحمہ اللہ نے اس نقطہ نگاہ کا جواب یوں دیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جو روافض کے نزدیک بہت عظیم مقام رکھتے ہیں پونے چھ برس تک برسر اقتدار رہے ان کا حکم چلتا تھا ان پر کیا دباؤ تھا کہ انہوں نے اصل قرآن جاری نہیں فرمایا؟

امام حسن رضی اللہ عنہ کو بھی خلافت ملی وہ بھی معصوم سمجھے گئے ہیں۔ ان سب باتوں کے باوجود یہ کس طرح جراءت ہو سکتی ہے کہ ایسی بات کہی جائے۔[ایضا:۷۸]

علامہ فرماتے ہیں:

”قرآن پاک میں کوئی حرف کم ہونا، زائد ہونا، تبدیل ہونا ہم کیسے تسلیم کر سکتے ہیں جبکہ قرآن مجید میں تغیر کے مرتکب ہونے کی وجہ سے ان حضرات سے جہاد، اہل شام سے لڑائی کرنے سے زیادہ ضروری اور اہم تھا۔“

(Mior,William,Op.Cit.xiv)

کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت سے متعلقہ آیات قرآن مجید سے نکال دی تھیں؟ مستشرقین کے اس موقف کا جواب ہم انہیں کے ایک ساتھی ولیم میور کے حوالے سے پیش کریں گے۔ میور لکھتے ہیں کہ یہ اعتراض سراسر عقل کے منافی ہے۔ خصوصاً بنوامیہ سے اور حامیان حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقشات پر نظر کرتے ہوئے کہ اتنے شدید اختلافات کے باوجود حامیان حضرت علی رضی اللہ عنہ اسی قرآن مجید پر متفق رہے۔ جسے بعد میں انہی لوگوں نے ”صحیفہ عثمانی“ سے موسوم کیا، نہ صرف یہ بلکہ آج تک تمام شیعہ سنی فرقے قرآن مجید کی صیانت وعصمت پر متفق ہیں۔ (Mior,William,Op.Cit.xiv)

آخر میں ولیم میور لکھتے ہیں:

”پس ہمارے ان معارضات سے ثابت ہے کہ موجودہ قرآن میں کوئی ایسی آیت نظر انداز نہیں کی گئی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عصمت پر دال ہو۔“

کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کا ۶/۷ حصہ ضائع کر دیا؟

۵ مستشرقین کا ایک اعتراض یہ ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب مصحف تیار کروایا تو انہوں نے سات قراءتوں میں سے چھ کو خارج کر دیا اور لوگوں کو ایک ہی قراءت (حرف) پر جمع کر دیا۔ اس طرح ان کے بقول حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ۷/۱ قرآن باقی رہنے دیا ۷/۶ حصہ ضائع کر دیا۔ [ناصر، کے ایل، قرآن شریف کے متن کا تاریخی مطالعہ:۴۵]

اس اعتراض کا جب ہم تحقیقی جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یا تو اس کے پیچھے مستشرقین کی کم علمی کارفرما ہے یا ان کی دانستہ حقائق سے چشم پوشی۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل نکات اصل مسئلے کی وضاحت کرتے ہیں۔

⦿ مستشرقین یہ سمجھتے ہیں کہ شاید قرآن مجید کا ہر ہر لفظ سات سات قراءتوں سے پڑھنے کی اجازت تھی حالانکہ ایسی صورت حال نہ تھی۔

'سبعہ احرف' محض الفاظ کی ادائیگی کا فرق تھا۔ ایک لفظ دوسرے لفظ کے مترادف تھا، سات میں سے کوئی اختیار کر لیا گیا تو قرآن مجید کا لفظ ادا ہو گیا اس فرق سے معانی میں بھی کوئی واضح فرق نہیں پڑتا تھا۔

مزید جو اس نقطہ نگاہ کا اصل جواب ہے وہ یہ ہے کہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے درحقیقت لوگوں کو متواتر اور ثابت شدہ قراءتوں پر جمع کیا تھا۔ یہ تو حقیقت ہی کے برعکس ہے کہ انہوں نے سات قراءتیں یا ''سبعہ احرف'' کو ختم کر کے ایک ''حرف'' پر لوگوں کو جمع کیا تھا۔ [ایضا:۲۵۴/۱]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے رسم الخط جس میں کہ ''سات حروف'' سما سکیں اس کی مثالیں دوسری جگہ بیان کر دی گئی ہیں، ذیل میں ان کو مکرر بیان کیا جاتا ہے ''امام ابن حزم رحمہ اللہ'' نے بھی اس سلسلے میں اپنی کتاب '' الفصل فی الملل والنحل'' میں مدلل بحث کی ہے اور اس قسم کے اعتراض کا رد خالص عقلی اور منطقی انداز میں کیا ہے کہ کیا فی الواقع حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں قرآن میں تغیر ہو گیا تھا۔ امام موصوف نے خود یہود و نصاریٰ کی طرف سے کئے گئے کچھ اعتراضات کا بھی ذکر کیا ہے اور پھر ان کا رد فرمایا ہے۔ [ابن حزم، حوالہ مذکورہ:۷۶/۲،۸۸]

❻ مستشرقین نے تمام زورِ استدلال اس پر صرف کر دیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مصحف ناقابل اعتبار، غیر مرتب اور نامکمل تھا اس کے لئے وہ مختلف قسم کے حربے اختیار کرتے ہیں۔ مزید جو اعتراض یہ کرتے ہیں کہ حیات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عرصہ میں متعدد آیات منسوخ ہو گئی تھیں۔ اس سلسلے میں ابن جزری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ولا شك أن القرآن نسخ منه فی العرضة الأخیرة فقد صح النص بذلك عن غیر من الصحابة وروینا بإسناد صحیح عن زر بن حبیش قال: قال لي ابن عباس: أي القراءتین تقرأ؟ قلت: الآخرة. قال: فإن جبریل كان یعرض القرآن علی النبي ﷺ عام رمضان. قال: فعرض علیه القرآن في العام الذي قبض فیه النبي ﷺ مرتین فشهد عبد الله (یعني ابن مسعود) ما نسخ منه وما بدل. [الجزری، ابو الخیر، النشر فی القراءات العشر:۳۸/۲]

''اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ قرآن میں زمانہ وحی میں نسخ اور تغیرات اللہ کے حکم کے مطابق ہوتے رہے ہیں اور متعدد صحابہ سے ایسی مرویات بھی وارد ہیں اور ہم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ دونوں قراءتوں میں سے کونسی تلاوت کرتے ہیں تو میں نے جواب دیا ''میں آخری عرضۂ اخیرہ والی تلاوت کرتا ہوں پھر فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جبریل امین علیہ السلام ہر سال ایک مرتبہ قرآن کا دور فرماتے حتی کہ جس سال آپ کی وفات ہوئی تب سے آپ پر ایک سال میں دو دور کرنا لازم ہوا تھا۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی گواہی دی ہے کہ اس موجودہ قرآن میں اب کوئی منسوخ آیت نہیں نہ ہی کوئی تغیر ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ تو ہے کہ عرضۂ اخیرہ سے قبل بہت سی قراءتیں خود اللہ تعالی کی طرف سے منسوخ ہوگئیں ۔ حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ نے مترادف الفاظ کے جس اختلاف کا ذکر کیا ہے اس کی جزئیات بھی یقیناً اسی وقت منسوخ ہوگئی ہوں ، لیکن مستشرقین کا اس نسخ اور تبدیلی سے استدلال کرتے ہوئے قرآن کو محرف بنانا صحیح نہیں کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو مصحف تیار کروایا تھا وہ عرضۂ اخیرہ کے مطابق تھا۔ جب کہ تمام منزل وحی تبدیلیوں کے بعد اپنا اصل مقام پا چکی تھی۔

بناء بریں ہم پوری طمانیت کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ مصحف عثمانی اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اس نسخے میں اصلاً کوئی تعرض نہ تھا جس میں زید نے قراءت کی مختلف صورتوں میں سے صرف قریش کے لہجہ کو محفوظ رکھا۔

(Mior,William,Op.Cit.xiv)

۷ بعض لوگوں نے مصحف عثمانی کے بارے میں ابہام پیش کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک طرف فرمایا کہ لکھنے والوں میں رسم الخط کے بارے میں کہیں اختلاف ہو تو قریش کے رسم الخط کو ترجیح دی جائے۔

[سیوطی، جلال الدین، حوالہ مذکورہ: ۶۲/۱]

اور دوسری طرف یہ کہا گیا کہ انہوں نے اپنے ساتوں حروف کو باقی رکھا تو پھر قریش کے رسم الخط کو باقی رکھنے کا کیا مطلب ہوا؟

کیا مصحف عثمانی لغتِ قریش کے مطابق لکھا گیا؟

اس ابہام کا ازالہ اس طرح ہوسکتا ہے کہ ''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس جملہ سے حافظ ابن جریر رحمہ اللہ اور بعض دوسرے علماء نے بھی یہ سمجھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چھ حروف ختم کر کے صرف ایک حرف یعنی حرف قریش کو باقی رکھا''۔ لیکن درحقیقت اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد پر اچھی طرح سے غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس سے یہ سمجھنا درست نہیں کہ انہوں نے حرف قریش کے علاوہ باقی چھ حروف کو ختم کروا دیا تھا بلکہ مجموعی طور پر تمام روایات کے مطالعے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس ارشاد سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا:

''اگر قرآن مجید کی کتابت کے دوران 'رسم الخط' کے طریقے میں کوئی اختلاف ہو تو قریش کے 'رسم الخط' کو اختیار کیا جائے۔ اس مفہوم کو اخذ کرنے کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ہدایت کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب کتابت قرآن مجید کا کام شروع کیا تو پورے قرآن کریم کے دوران ان میں صرف ایک اختلاف پیش آیا اس اختلاف کا ذکر امام زہری رحمہ اللہ نے یوں فرمایا ہے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور باقی اراکین کمیٹی کے درمیان یہ اختلاف ہوا کہ تابوت کو 'تابوۃ' لکھا جائے یا 'تابوت' لکھا جائے چنانچہ اسے قریش کے رسم الخط کے مطابق '' تابوۃ'' لکھا گیا۔ [ایضا: ۶۱/۱]

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور قریشی صحابہ کے درمیان جس اختلاف کا ذکر فرمایا اس سے رسم الخط کا اختلاف مراد تھا نہ کہ لغات کا۔ اس سلسلے میں امام طحاوی رحمہ اللہ سے بھی کافی تفصیلات موجود ہیں۔

۸ مصحف عثمانی پر ایک اعتراض یہ کیا گیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے جب ان کا لکھوایا ہوا نسخہ پیش کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''إن في هذا القرآن لحنا ستقيمه العرب بألسنتهم .''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[آلوسی محمود سید، علامہ، روح المعانی تفسیر القرآن والسبع المثانی:۱/۲۸]

اس اعتراض اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ان الفاظ کے بارے میں علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لم یصحّ عن عثمان أصلا" یعنی یہ روایت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بالکل ثابت نہیں ہوئی ہے۔اس سلسلے میں دوسرا جواب یہ ہے:

مصحف عثمانی پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع تھا، 'رسم' پر بھی اجماع ثابت ہے جبکہ امت کا غلطی پر اجماع (حدیث کی رو سے) نہیں ہوسکتا۔

اس روایت کے آغاز میں بھی مذکور ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمع قرآن کمیٹی کے ارکان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: 'أحسنتم و أجملتم' تم نے اچھا اور عمدہ کام کیا۔اس مجموعہ میں اگر غلطی ہوتی تو آپ رضی اللہ عنہ غلطی کی کس طرح تحسین فرماتے۔

ابوعبیدة رضی اللہ عنہ سے عبد الرحمان بن ہانی رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ کاتبان نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے مصاحف پیش کیے جن میں 'لم یتسن'، 'لا تبدیل للخلق' اور 'وأمهل الکافرین' لکھا ہوا تھا۔آپ نے قلم دوات منگوا کر تینوں جگہوں پر غلطی کی اصلاح کر دی اس روایت سے اس شبہ کی نفی ہوتی ہے کہ آپ نے احتیاط سے کام نہ لیا۔ بلکہ آپ نے تو کتاب کی معمولی سی غلطی بھی نہ رہنے دی۔

۹ بعض مستشرقین کا کہنا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ مصحف عثمانی سے متفق نہ تھے۔

اس سلسلے میں ترمذی شریف میں ایک روایت ہے جس میں امام زہری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی شکایت تھی کہ کتاب کا کام ان کے سپرد کیوں نہ کیا گیا جبکہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں انہوں نے زیادہ طویل عرصے تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض حاصل کیا تھا۔[ترمذی، محمد بن عیسی، جامع الترمذی:۴/۲۲۹]

اس سلسلے میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ''فتح الباری'' میں بھی اس نقطہ نگاہ کا رد کیا ہے۔آپ فرماتے ہیں:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا موقف یہ تھا کہ انہوں نے یہ کام مدینہ طیبہ میں شروع کیا تھا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس وقت کوفے میں تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کے انتظار میں اس کام کو مؤخر نہیں کرنا چاہتے تھے۔اس کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو یہ کام سونپا تھا انہوں نے یہی مناسب سمجھا کہ یہ مرحلہ بھی انہی کے ہاتھ سے تکمیل کو پہنچے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی اس توجیہ کے علاوہ اس نقطہ نگاہ کی تردید یوں بھی کی جاسکتی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس وقت جو مسئلہ درپیش تھا اس میں صحابہ کے مقام مرتبے کا عمل دخل کم تھا بلکہ اس کے مقابلے میں اس مسئلے کا تعلق تجربے سے زیادہ تھا۔[ابن حجر، عسقلانی، حوالہ مذکور:۱۳/۱۵]

حضور نے جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو 'علمائے قرآن' سے موسوم کیا تھا اور قراء ارشاد فرمایا تھا ان میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی تھے۔لیکن عہد عثمانی کا معاملہ اس سے کچھ مختلف تھا۔کیا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لئے یہ اعزاز کم تھا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر فوقیت رکھنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پہلے 'جمع القرآن' کے نام پر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ہی مامور فرمایا۔اس وقت تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مدینہ کے اندر موجود تھے اور ان کی موجودگی کے باوجود حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا۔اس کا مطلب یہی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو مصحف کی تیاری پر پہلی مرتبہ متعین نہیں کیا گیا تھا بلکہ اس سے پہلے عہد شیخین میں بھی ان کو اس کام کے لئے موزوں ترین قرار دیا گیا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے متقدمین ہی کی اقتداء میں انہیں تعینات کیا تھا۔ دونوں مواقع پر حضرت زید رضی اللہ عنہ کا انتخاب اس سبب سے تھا کہ انہیں عرضۂ اخیرہ تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نصیب رہا۔[ایضا:۱۳،۱۵]

اس لیے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے منصب میں موازنہ کرتے ہوئے ہمیں ان مذکورہ بالا حقائق کو ذہن میں رکھنا ہوگا۔

۱۰ 'احراقِ مصحف' کے بارے میں ولیم میور کہتا ہے کہ یہ ایک ناانصافی کہی جاسکتی ہے کہ انہوں نے مجمع علیہ نسخہ کے علاوہ تمام مصاحف تلف کروا دیئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دراصل اس میں ان کا مقصد فقط حفاظتِ کتابِ الٰہی تھا، وہ اس سے کسی ممکنہ تحریف کے مرتکب نہیں ہوئے تھے لہٰذا اس دور میں کسی نے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر یہ الزام نہیں لگایا کہ انہوں نے قرآن مجید میں تحریف کی ہے۔ اگر بفرضِ محال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایسا ہی کرتے تو یہ راز ضرور آشکار ہوکر رہتا۔ حقیقت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر یہ اتہام متاخرین شیعہ نے اپنے اعتراض کے لئے وضع کرلیا ہے۔

[Mior,William,Op.Cit.vii]

اس سلسلے میں مزید تفصیلات کے لئے تفسیر 'روح المعانی' کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مصحف پر اعتراضات کے جواب کے سلسلے میں ہم ولیم میور کا ایک اقتباس نقل کرتے ہیں۔ جس میں وہ لکھتا ہے:

''قرآن مجید کی ترتیب خود اس کی شاہد ہے کہ جامعین نے اس میں پوری دقتِ نظر کا لحاظ رکھا اس کی مختلف سورتیں اس سادگی سے ایک دوسرے کے ساتھ مربوط کردی گئیں ہیں جن کی ترتیب دیکھ کر کسی تصنیفاتی تکلف کا شائبہ تک نہیں رہتا، جو اس امر کا بین ثبوت ہے کہ جامعین قرآن میں تصنیف کی شوخی سے زیادہ ایمان واخلاص کا جذبہ کارفرما تھا اور اس ایمانی ولولہ میں وہ نہ صرف سورتوں بلکہ آیات کی ترتیب☆ میں بھی تصنع سے اپنا دامن بچائے ہوئے نکل گئے۔

[Ibid,xxi]

پھر ولیم میور آخری نتائج اخذ کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

''ہم پورے شرح صدر کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ عہد عثمانی میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے قرآن کی جس صورت میں نظر ثانی کی وہ نہ صرف حرفاً حرفاً درست ہے بلکہ اس کے جمع کرنے کے موقع پر جو اتفاقات یکجا ہوگئے ان کی رو سے بھی یہ نسخہ اس قدر صحیح ہے کہ نہ تو اس میں کوئی آیت اصل وحی الٰہی سے اوجھل ہوئی اور نہ اس قسم کے کسی شائبہ کی گنجائش ہے، نہ وہی جانبین نے ازخود کسی آیت کو قلم سے انداز کیا ہے۔[Ibid,xxi]

پس! یہی وہ قرآن ہے جسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری دیانت سے وامانت کے ساتھ دوسروں کو سنایا۔[Ibid,xxi]

مذکورہ بالا عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مستشرقین درحقیقت 'مصحف عثمانی' پر بے جا اعتراضات کرکے مسلمانوں کو بدظن کرنا چاہتے تھے۔ لیکن یہ بدگمان کرنا تو دور رہا خود ان کے اقوال ہی باہم اس قدر مختلف ہوگئے کہ جن میں ایک

☆ اس عبارت میں ولیم میور نے صحابہ کی تعریف کے پس پردہ ایسا سنگین الزام وارد کیا ہے جس کو محترم مقالہ نگار بھانپ نہیں سکے اور وہ ہے ''سورتوں کی ترتیب کیساتھ ساتھ آیات کی ترتیب میں بھی صحابہ کا عمل دخل''!! اس بارے میں اختلاف موجود ہے کہ آیا سورتوں کی ترتیب توقیفی ہے یا صحابہ نے دی ہے؟ لیکن اس پر مکمل اتفاق ہے کہ آیات کی ترتیب توقیفی ہے اور اس میں کسی کا کوئی حصہ نہیں۔[ادارہ]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جگہ اگر مصحف کی تنقیص کی گئی تو دوسرے مقام پر خود اسی ہی قلم سے توصیف وتحمید کے الفاظ بھی نکلے ہیں اور وہ مسلمانوں کو بدظن کرتے کرتے خود اپنے جال میں پھنس کر رہ گئے ہیں۔ اس مصحف کو جھٹلانا تو درکنار! خود اس اس 'حفاظت قرآن' سے متاثر ہو کر ان کے قدم ڈگمگا گئے ہیں۔ تو یہ ہے قرآن کا اعجاز! کہ کوئی حملے کی نیت بھی کرے تو اپنی ہی ہستی کو جھٹلا بیٹھتا ہے۔ لیکن افسوس کہ ان مستشرقین کو یہ باتیں بھی دین حق کی جانب راغب نہیں کرتیں۔ اللہ نے کس قدر صحیح فرمایا ہے:

﴿ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴾[النور: ٤٠]

''جس کیلئے اللہ تعالیٰ ہدایت کا سامان نہ کریں اُسے کون ہدایت دے سکتا ہے۔''

(بشکریہ ماہنامہ محدث لاہور، ۱۹۹۳ء، جنوری)

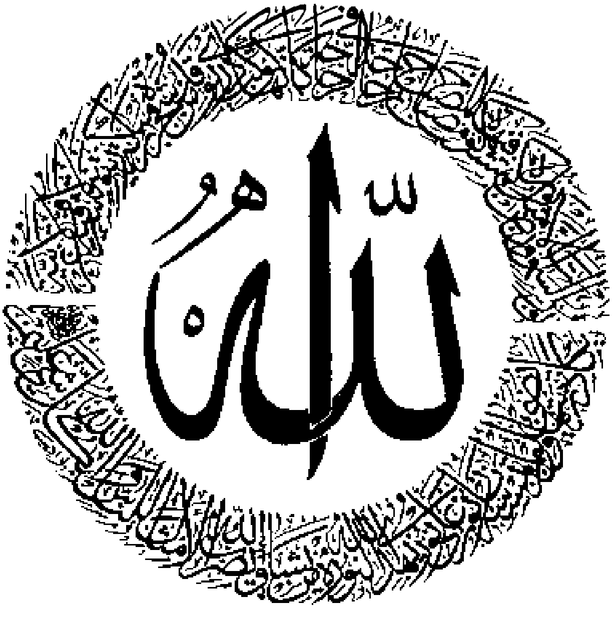

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ